''مشکاۃ شریف'' کے شارحِ اوّل علامہ طیبیؒ اور ان کی شرح کا تعارف

(۲/۲)

از: مفتی عبدالغنی
استاذ ورفیق شعبۂ تصنیف وتالیف، جامعہ فاروقیہ کراچی

مظہرالدین زیدانیؒ

یہ علامہ حسین بن محمود بن حسن زیدانیؒ ہیں۔ ''مظہرالدین'' ان کا لقب ہے اور ''زیدانی'' کوفہ میں واقع صحراء ''زیدان'' کی طرف نسبت ہے۔ یہ محدث تھے اور متعدد تصانیف کے مؤلف ہیں۔ ''مصابیح السنہ'' پر ''المفاتیح فی شرح المصابیح'' یا ''فی حل المصابیح'' کے نام سے ان کی شرح ہے، یہ شرح انھوں نے دو جلدوں میں ۷۰۲ہجری میں مکمل کی ہے اور ۷۲۷ہجری میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ (دیکھیے، کشف الظنون: ۱۶۹۸/۲، ہدیۃ العارفین: ۳۱۴/۱، الأعلام للزرکلی: ۲۵۹/۲)

''مصابیح'' کی یہ شرح ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۰۱۲ء نورالدین طالب کے اشراف میں محققین کے ایک ''لجنہ'' کی تحقیق کے ساتھ ادارۃ الثقافۃ الاسلامیہ سے شائع ہوچکی ہے۔

جمال الدین الاشرفؒ

علامہ طیبیؒ نے ان کے نام کا رمز ''شف'' مقرر کیا ہے، ان کا پورا نام ابوعبداللہ جمال الدین اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن عبدالملک بن عمر حموی حنفیؒ ہے اور ان کا لقب ''الاشرف الفُقاعی'' ہے۔ تاریخ وفات ۷۱۵ھ ہے۔ یہ مصابیح کے شارح ہیں اور ''شرح المصابیح'' کے نام سے ان کی شرح ہے۔ (دیکھیے، کشف الظنون: ۱۷۰۱/۲، تاریخ الادب العربی: ۲۳۶/۶)، ہماری معلومات کی حد تک ''مصابیح السُّنہ'' یہ شرح اب تک طبع نہیں ہوئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

زیادہ استفادہ علامہ نوویؒ کی ''شرح مسلم'' سے کیا گیا ہے

علامہ طیبیؒ نے مذکورہ مصادر سے نقل کرنے میں اختصار سے کام لیا ہے اور ان میں سب سے

زیادہ استفادہ علامہ نوویؒ کی ''شرح مسلم'' سے کیا ہے۔ شرح میں جہاں کہیں رمز اور اشارہ لکھا ہوا نہ ہو تو وہ علامہ طیبیؒ کا اپنا کلام ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ طیبیؒ ''شرح'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

''سلكت في النقل منها طريق الاختصار، وكان جلّ اعتمادي، وغاية اهتمامي، بشرح مسلم للإ مام المتقن محي الدين النواوي؛ لأنه كان أجمعها فوائد، وأكثرها عوائد، وأضبطها للشوارد والأوابد. وما ترى عليه علامة، فأكثرها من نتائج ساغ خاطري العليل الكليل، فإن ترى فيه خللاً فسده، جزاك الله خيراً.'' (شرح الطيبي: ۱/۳۵، إدارة القرآن)

یعنی ''میں نے ان کتابوں سے نقل کرنے میں اختصار سے کام لیا ہے اور میرا زیادہ تر اعتماد اور زیادہ اہتمام ماہر وحاذق امام محي الدین نوویؒ کی شرح کے ساتھ رہا ہے، جو فوائد کے اعتبار سے سب سے زیادہ جامع، سب سے زیادہ منافع والی اور منتشر ومتفرق امور کو زیادہ جمع کرنے والی ہے اور جس عبارت پر آپ کوئی علامت نہ دیکھیں تو وہ میری کمزور وعلیل فکر کے نتائج ہیں، لہٰذا اگر آپ اس میں کوئی خرابی دیکھیں تو اس کو درست کرلیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔''

اہلِ علم کے ہاں ''شرح طیبی'' کی اہمیت وافادیت

جیسا کہ ابتدا میں گزرا کہ علامہ طیبیؒ صاحب مشکاۃ علامہ تبریزیؒ کے استاد ہیں اور ان کے مشورے سے ہی انھوں نے ''مشکاۃ شریف'' مرتب کی ہے۔ پھر استاد نے اپنے شاگرد کی مرتب کردہ کتاب کی شرح لکھی جو استاد کے اخلاص وللّٰہیت کی روشن دلیل ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''شرح طیبی'' کو جو قبولیت عطا فرمائی ہے وہ حدیث کی بہت کم شروحات کو نصیب ہوئی ہے اور شارحین حدیث نے اس سے خوب استفادہ کیا ہے؛ چنانچہ ''فتح الباری''، ''عمدۃ القاری''، '' فتح الإلہ فی شرح المشکاۃ'' از ابن حجر الهیتمی، ''عقود الزبرجد فی شرح مسند الاما م احمد'' از علامہ سیوطیؒ ''مرقاۃ المفاتیح''، ''اشعۃ اللمعات''، ''بذل المجهود''، ''فتح الملهم''، ''اوجزالمسالك''، ''تحفة الاحوذی''، ''التعلیق الصبیح''، ''معارف السنن'' اور ان کے علاوہ صحاح ستہ،'' مشکاۃ المصابیح'' بلکہ بعد میں آنے والے تقریباً تمام شارحین حدیث نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ مولانا ادریس کاندھلویؒ نے مشکاۃ شریف کی شرح کے مقدمے میں لکھا ہے کہ انھوں نے زیادہ استفادہ علامہ تورپشتیؒ اور علامہ طیبیؒ کی شرح سے کیا ہے۔ شرح طیبی کے متعلق وہ لکھتے ہیں:

”و جلّ اعتمادي ......على شرح المشكوة المسمى ” الكاشف عن حقائق السنن المحمدية“ على صاحبها ألف ألف صلاة وألف ألف تحية، للمحدث الجليل أفضل العلماء في زمانه وأكمل الفضلاء في أوانه، مفسر الكتاب وشارح السنه، مبين الأحكام، وقامع البدعة، شرف الملة والدين، الحسين بن عبدالله بن محمد الطيبي الشافعي طيب الله ثراه، وجعل الجنة مثواه، ولعمري ما ترى كتاباً أجمع تحقيقاً منه في بيان حقائق السنة، ودقائقها ، و إبراز لطائفها و معارفها ، و كشف أسرارها و غوامضها ، فيا له من شرح عزيز المثال ، لم ينسج فيما أظن على هذا المنوال .“(التعليق الصبيح: ۵/۱)

یعنی ”میرا زیادہ تر اعتماد (علامہ تورپشتیؒ کی کتاب المیسر کے علاوہ) مشکاۃ شریف کی شرح بنام ”الکاشف عن حقائق السنن المحمدیہ“ پر ہے، جو محدث جلیل اپنے دور کے علماء میں زیادہ فضیلت والے اور اپنے وقت کے فضلاء میں زیادہ کامل، کتاب اللہ کے مفسر اور سنت کے شارح، احکام کو بیان کرنے والے اور بدعت کو مٹانے والے شرف الملۃ والدین حسین بن عبداللہ بن محمد طیبی شافعی (اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو پاکیزہ اور جنت کو ان کا ٹھکانہ بنائے) کی ہے۔ بخدا! آپ سنت کے حقائق ودقائق کو بیان کرنے، اس کے لطائف ومعارف کو ظاہر کرنے اور اس کے اسرار ورموز کو کھولنے میں تحقیق کے اعتبار سے اس سے زیادہ جامع کتاب نہیں پائیں گے۔ کیا ہی خوب شرح ہے جس کا مثل نہیں اور میرے خیال میں اس طرز پر شرح نہیں لکھی گئی۔“

حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے بھی امام طیبیؒ اور ”شرح طیبی“ کی علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے حوالے سے تعریف بیان کی ہے اور بلاغت میں اسے حافظ ابن حجرؒ سے فائق قرار دیا ہے۔ چنانچہ ترمذی کی شرح میں وہ فرماتے ہیں:

”الكتاب مخطوط بعد وسماه “الكاشف عن حقائق السنن“ وصار كتابه هذا أصلاً ومداراً في مزايا البلاغة في الحديث، وهو ليس بحافظ الحديث غير أنه فاق الحافظ ابن حجر في بيان نكات البلاغة بكثير، والحافظ مستفيد من كتابه، كذا أفاده شيخنا إمام العصر.“ (معارف السنن: ۱/ ۲۴۱)

یعنی ”علامہ طیبیؒ کی شرح مشکاۃ اب تک مخطوط ہے (حضرت بنوریؒ کے زمانے میں یہ کتاب طبع نہیں ہوئی تھی) اور اس کا نام انھوں ”الکاشف عن حقائق السنن“ رکھا ہے، ان کی یہ کتاب حدیث

کی بلاغی خصوصیات بیان کرنے میں اصل اور مدار بن گئی ہے، اگرچہ وہ حافظ الحدیث نہیں ہیں؛ لیکن بلاغت کے نکات بیان کرنے میں حافظ ابن حجرؒ سے بہت زیادہ فائق ہیں اور حافظ صاحب ان کی کتاب سے استفادہ کرتے ہیں، اسی طرح ہمارے شیخ امام العصر نے ہمیں بتایا ہے۔''

خود علامہ طیبیؒ نے اپنی شرح سے استفادہ کرنے والے قاری کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ''فإن نظرت بعين الإنصاف لم تر مصنفاً أجمع، ولا أوجز منه، ولا أشد تحقيقاً في بيان حقائقها، وسميته ب''الكاشف عن حقائق السنن.'' یعنی ''اگر آپ بنظر انصاف دیکھیں گے تو اس سے زیادہ جامع، زیادہ مختصر، اور سنت کے حقائق کو بیان کرنے میں زیادہ تحقیقی تصنیف نہیں پائیں گے اور میں نے اس کا نام ''الکاشف عن حقائق السنن'' رکھا ہے۔'' (شرح الطیبی، مقدمۃ المؤلف: ۱/۳۵، ۳۶)

''شرح طیبی'' کے مطبوعہ نسخوں کا تعارف

شرح طیبی اس وقت کئی کتب خانوں سے شائع ہوچکی ہے اور اس وقت ہمارے علم میں اس کے تین مطبوعہ نسخے ہیں، لہٰذا ذیل میں ان کا مختصر تعارف ذکر کیا جاتا ہے:

پہلا مطبوعہ نسخہ

۱- سب سے پہلے اس کی اشاعت کا اہتمام ''ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی'' نے کیا اور اس کے بانی حضرت مولانا نور احمدؒ کو اس کی اشاعت کے لیے مخطوطات جمع کرنے کا بہت زیادہ اہتمام تھا اور وہ ابھی اس کے دو مخطوطے ہی حاصل کر پائے تھے کہ اس دار فانی سے دار البقا کی طرف رخصت ہوگئے، ان کے بعد ان کے صاحبزادے مولانا نعیم اشرف صاحب حفظہ اللہ نے اس اہتمام کو نہیں چھوڑا اور وہ مزید چار مخطوطے حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے، گویا اس طرح چھ مخطوطات کو پیش نظر رکھ کر اس کی طباعت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

(۱) ان میں سے ایک مخطوطہ ''پیر جھنڈو'' سندھ کے کتب خانے کا ہے جو پیر محب اللہ شاہ راشدی سے لیا گیا اور اس کے ابتدائی اوراق نہ ہونے کی وجہ سے تاریخ نسخ اور ناسخ کا علم نہ ہوسکا۔ (۲) دوسرا مخطوطہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سے حاصل کیا گیا جو دراصل ان کے والد حضرت مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی کا تھا اور انھوں نے خود یہ نسخہ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ میں شیخ سلیمان بن علی عبد الحافظ کے مخطوطے محررہ ۱۱۲۶ھ سے نقل کرکے لکھا ہے۔ (۳) ایک مخطوطہ بہاول پور سے حاصل کیا گیا جو محمد بن احمد بن فقیہ محمد کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس کی تاریخ نسخ ۸۴۳ھ

ہے، یہ مخطوطہ سب سے قدیم اور مؤلف کے نسخے سے نقل کیا گیا ہے۔(۴) ایک اور مخطوطہ خانقاہ سراجیہ کندیاں کے کتب خانے سے وصول کیا گیا، اس کے ناسخ کا نام ملا رحمت اللہ بن حبیب اللہ ہے اور تاریخ نسخ ۱۱۶۰ھ درج ہے۔(۶،۵) جبکہ دو مخطوطے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی لائبریری سے حاصل کیے گئے، جن میں سے ایک نسخہ عبداللہ بن مسعود کارزونی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس کی تاریخ نسخ رمضان ۸۸۸ھ ہے، دوسرا نسخہ سلیمان بن علی عبدالحافظ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس کی تاریخ کتابت ۱۱۲۶ھ ہے، یہ وہی نسخہ ہے جس سے مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے والد حضرت مولانا محمد اسماعیل کاندھلویؒ نے اپنا نسخہ نقل کیا ہے۔ان میں سے بعض نسخے کامل اور بعض ناقص ہیں۔شرح طیبی کا یہ مطبوعہ نسخہ بارہ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کی آخری جلد میں فہارس، ''أجوبۃ الحافظ ابن حجر العسقلانی عن احادیث المصابیح'' اور ''الاکمال فی أسماء الرجال'' کو شائع کیا گیا ہے۔''ادارۃ القرآن کراچی'' نے سب سے پہلے اس کو ۱۴۱۳ ہجری میں شائع کرکے اس قیمتی سوغات کو منظر عام پر لاکر اہلِ علم پر عظیم احسان کیا ہے۔

دوسرا مطبوعہ نسخہ

۲-شرح طیبی کی ایک اور اشاعت مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرّمہ، الریاض سے دکتور عبدالحمید ہنداوی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۹۹۷ء میں ہوئی ہے اور اس میں ''ادارۃ القرآن'' کے مذکورہ مطبوعہ نسخے اور ''دارالکتب المصریہ'' کے مخطوطے کو پیش نظر رکھا گیا ہے، اگر کوئی عبارت ساقط یا کوئی غلطی تھی تو اس کا ازالہ کیا گیا، آیات واحادیث کی تخریج اور تعلیقات کا اضافہ کیا گیا۔یہ نسخہ تیرہ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کی جلد اول میں علامہ طیبیؒ، علامہ تبریزیؒ، امام بغویؒ اور ان کی کتابوں کے تعارف کے علاوہ علامہ طیبیؒ کی تالیف ''لطائف البیان فی علمی المعانی والبیان'' اور ''الاکمال فی اسماء الرجال''، ''أجوبۃ الحافظ ابن حجر عن احادیث المصابیح'' اور علم حدیث و مصطلح الحدیث پر مشتمل شارح کا مقدمہ شامل کیا گیا ہے۔اس نسخے کی آخری جلد فہارس پر مشتمل ہے۔

تیسرا مطبوعہ نسخہ

۳-اسی طرح یہ کتاب داالکتب العلمیہ بیروت سے ابوعبداللہ علی محمد السمک کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۱۸ھ میں شائع ہوئی ہے اور اس میں بھی ''ادارۃ القرآن'' کے مطبوعہ نسخے کے ساتھ ''دارالکتب المصریہ'' کے مخطوطے کا موازنہ کیا گیا ہے اور دونوں میں جو فروق تھے، ان کی وضاحت کی گئی ہے۔آخری دونوں نسخوں کے محققین پہلے کام شروع کرچکے تھے اور بعد میں ان کو پاکستانی

مطبوعہ نسخے کی اطلاع پہنچی۔ یہ نسخہ بھی بارہ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کی بارہویں جلد میں صرف فہارس شائع کی گئی ہیں۔

آخرالذکر دونوں نسخوں کے محققین بظاہر سلفی معلوم ہوتے ہیں اور ان میں سے اول الذکر نے مقدمہ میں بھی فقہاء پر تنقید کی ہے اور مؤلف کتاب کو بھی کسی مذہب کی تقلید نہ کرنے والا لکھ دیا ہے؛ حالانکہ وہ شافعی المذہب تھے، جبکہ آخرالذکر نے مثلاً تصوف اور صفات سے متعلق بعض مسائل میں باقاعدہ حواشی میں شارح کی تردید کی ہے اور ان مسائل میں علامہ طیبیؒ کے موقف کو اہلِ سنت کے مسلک کے خلاف قرار دیا ہے۔

''شرح طیبی'' کے بعض مخطوطے

شرح طیبی کے کچھ مخطوطات کا ذکر تو مطبوعہ نسخوں کے ضمن میں آ گیا ہے اور اس کے مزید کچھ مخطوطات جو ہمارے علم میں آئے ہیں ان کا یہاں ذکر کر دیا جاتا ہے۔

۱۔اس کا ایک بہترین مخطوطہ گڑھی افغانان متصل حسن ابدال کی خانقاہ فاضلیہ میں موجود ہے۔(تذکرۃ المفسرین، ازمولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ، ص:۲۰۵)

۲۔ایک مخطوطہ جامعہ ام القری کے کتب خانے میں ہے، جو اول کتاب سے لے کر ''کتاب المناسک، باب حرم المدینۃ حرمہا اللہ'' تک ہے۔ یہ خط نسخ کے ساتھ لکھا ہوا ہے اور اس کے ابتدائی اوراق کے ساقط ہونے کی وجہ سے اس کی تاریخ نسخ معلوم نہیں ہے۔

۳۔جامعہ ام القری کے کتب خانے میں ایک اور مخطوطہ بھی ہے جو ''كتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت'' سے شروع ہوتا ہے اور '' باب الوصايا'' پر ختم ہوتا ہے۔ یہ مخطوطہ احمد بن محمد شاہ بن بلبان بن الحسن کاتب شیرازی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

۴۔اسی طرح جامعہ ام القری میں ایک اور تیسرا مخطوطہ بھی ہے جو ''كتاب الامارة'' سے آخر کتاب تک ہے اور عبدالرحمٰن بن مرحوم طیب بن مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

۵۔ایک اور مخطوطہ مکتبہ ملک عبدالعزیز مدینہ منورہ میں موجود ہے، اس کے کاتب حسن بن حاجی ہیں اور یہ نسخہ ابتداءِ کتاب سے لے کر ''باب ما لا يجوز من العمل في الصلاة و ما يباح منه'' تک ہے۔

۶۔ایک مخطوطہ مظاہر علوم سہارنپور ہندوستان کے کتب خانے میں ہے جو ابتداءِ کتاب سے ''باب الاستحاضة'' تک ہے۔

۷۔ایک مخطوطہ عراق کے شہر بغداد میں ہے اور یہ ابتداءِ کتاب سے شروع ہوکر ''باب العقیقہ'' پرختم ہوتا ہے۔اس کی نقل جامعہ ام القری میں موجود ہے۔
(یہ اور مطبوعہ نسخوں کے بعض مخطوطات کی تفصیل کے لیے دیکھیے، الفنون البیانیہ فی کتاب ''الکاشف عن حقائق السنن'' للامام الطیبی، ازمحمد رفعت احمد زنجیر،ص:ح۔د، غیر مطبوع)

علامہ طیبیؒ کی دیگر تصنیفات

شرح طیبی کے علاوہ علامہ طیبیؒ کی دیگر کئی مایہ ناز تصانیف بھی ہیں اور شرح طیبی کی طرح وہ بھی ان کے تبحر علمی اور جلالت شان پر دلالت کرتی ہیں؛ چنانچہ ذیل میں ان کا مختصر تعارف ذکر کر دیا جاتا۔

۱- فتوح الغیب فی الکشف عن قناع الریب: یہ تفسیر کشاف کی شرح اور حاشیہ ہے۔علامہ طیبیؒ نے جب یہ حاشیہ لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ کو خواب میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف اس طرح حاصل ہوا کہ آپ نے علامہ طیبیؒ کو دودھ کا بھرا ہوا پیالہ عنایت فرمایا، جسے علامہ طیبیؒ نے نوش فرمالیا۔(بغیۃ الوعاۃ: ۱/۵۲۳، البدر الطالع: ۱/۲۲۹)، علامہ طیبیؒ نے مذہب اہل سنت کے مخالف اعتزالی عقائد کا بہترین جواب دیا ہے اور اہل علم نے ان کی اس کاوش کو سراہا ہے؛ چنانچہ مشہور مؤرخ اور فلسفی علامہ ابن خلدونؒ اس حاشیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''ولقد وصل إلينا في هذه العصور تاليف لبعض العراقيين، وهو شرف الدين الطيبيُّ، من أهل توريز من عراق عجم، شرح فيه كتاب الزمخشريِّ هذا، وتتبّع ألفاظه وتعرض لمذاهبه في الاعتزال بأدلة تزيفها. ويبين أن البلاغة إنما تقع في الآية على ما يراه أهل السنة، لا على ما يراه المعتزلة؛ فأحسن في ذالك ما شاء، مع امتاعه في سائر فنون البلاغة. وفوق كلِّ ذي علم عليم.'' (مقدمة ابن خلدون، ص: ٤٧١، دار الكتب العلمية)

یعنی ''اس زمانے میں ہم تک ایک عراقی عالم کی تالیف پہنچی ہے جو عراق عجم سے تعلق رکھنے والے شرف الدین طیبی ہیں، جس میں انھوں نے زمخشری کی اس کتاب (تفسیر کشاف) کی شرح کی ہے، اس کے الفاظ کا تتبع کیا اور اس کے اعتزالی نظریات کا ایسے دلائل کے ساتھ رد کیا جو ان کے نظریات کو باطل کردیتے ہیں، اور شارح یہ ثابت کرتے ہیں کہ آیت میں صحیح بلاغت اہل سنت کے اختیار کردہ طریقۂ تعبیر سے ادا ہوتی ہے نہ کہ معتزلہ کے طریقۂ تعبیر سے۔اور اس سلسلے میں اس

نے بہت عمدہ کلام کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام فنون بلاغت سے استفادہ کیا ہے۔''

اس کے کئی مخطوطے ''دارالکتب المصریہ'' میں موجود ہیں جن میں سے ایک نسخہ نو جلدوں میں ہے اور مکمل ہے جبکہ باقی نسخے ناقص ہیں (دیکھیے، التبیان فی البیان، مقدمۃ المحقق، ص:۹، غیر مطبوع)، اسی طرح اس کا ایک مخطوطہ "المکتبۃ الازھریہ" میں ہے (الاعلام: ۲/۲۵۶)، مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ نے "تذکرۃ المفسرین" (ص:۲۰۴، ۲۰۵) میں لکھا ہے کہ اس کا ایک قلمی نسخہ محررہ ۷۶۷ ہجری خدابخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے اور تفسیر کشاف کا یہ حاشیہ آٹھ جلدوں میں طبع بھی ہوچکا ہے۔

۲- التبیان فی البیان: یہ کتاب علمِ بلاغت کے فنون ثلاثہ معانی، بیان اور بدیع کے سلسلے میں مرتب کی گئی ہے۔ علامہ طیبیؒ کے شاگرد علی بن عیسی نے ''حدائق البیان'' کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے اور اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ علامہ طیبیؒ سے انھوں نے یہ کتاب اور ان کی دیگر کتابیں پڑھیں تو اسی دوران ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ مصنف کے افادات کی روشنی میں اس کتاب کے مشکل امور کے حل کے لیے اس پر حواشی تحریر کرے، وہ یہ کام نہ کرسکے اور اس پر ایک زمانہ گزر گیا یہاں تک کہ ان کے استاد علامہ طیبیؒ نے ان کو وہی بات کہی جس کا ان کو خیال آیا تھا، انھوں نے اپنے استاد کے حکم پر عمل کیا اور وہ آخر شوال ۷۰۶ ہجری میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ (کشف الظنون: ۲/۳۴۱)، علامہ طیبی کی اس کتاب پر عبدالستار حسین زموط نے جامعہ ازہر کے کلیۃ اللغۃ العربیہ سے ۱۹۷۷ء میں پی، ایچ، ڈی کی ہے۔ یہ کتاب ہادی عطیہ مطر الہلالی کی تحقیق وتقدیم کے ساتھ عالم الکتب، مکتبۃ النہضہ العربیہ سے ۱۴۹۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ نیز یہ کتاب بعد ازاں دکتور عبدالحمید ہنداوی کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ تجاریہ، مکۃ المکرّمہ سے بھی شائع کی گئی ہے۔

۳-لطائف التبیان فی المعانی والبیان: یہ کتاب بھی بلاغت کے فنون ثلاثہ سے متعلق ہے؛ لیکن یہ سابقہ کتاب کے علاوہ ہے اور ان دونوں کتابوں کے مقدمے اور موضوع سے بھی یہی واضح ہوتا ہے، بظاہر یہ لگتا ہے کہ یہ کتاب مباحثِ بلاغت میں علامہ سکاکیؒ کی ''مفتاح العلوم'' اور امام رازیؒ کی ''نہایۃ الایجاز'' کی تلخیص ہے؛ البتہ اس میں حسنِ ترتیب، اختصار اور سہل وآسان طرز ادا کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بھی دکتور عبدالحمید ہنداوی کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ تجاریہ، مکۃ المکرّمہ سے شائع ہوچکی ہے اور شرح طیبی کے مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز والے نسخے کی پہلی جلد میں بھی شامل ہے۔

۴-شرح اسماء اللہ الحسنیٰ: اسماعیل پاشا بغدادی نے ''ہدیۃ العارفین'' (۲۸۵/۵) میں اس کو ذکر کیا ہے اور اس کا نسخہ دار الکتب المصریہ میں موجود ہے۔

۵-الخلاصة فی اصول الحدیث: یہ کتاب مقدمہ، چار ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے اور یہ ابن الصلاح کی ''علوم الحدیث''، علامہ نوویؒ اور قاضی ابن جماعہؒ کی ''مختصر'' کی تلخیص ہے، اور اس میں ''جامع الاصول'' وغیرہ سے مزید اضافے بھی کیے گئے ہیں۔ علامہ طیبیؒ نے شرح ''مشکاۃ'' کی ابتداء میں ''مصطلح الحدیث'' کے بیان میں ایک تفصیلی مقدمہ لکھا ہے، زیر نظر کتاب اور اس مقدمے کو دیکھنے سے بظاہر یہی لگتا ہے کہ یہ مقدمہ ''الخلاصہ فی علم اصول الحدیث'' کی تلخیص ہے۔ یہ کتاب ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۹۷۱ء استاد صبحی سامرائی کی تحقیق کے ساتھ مطبعۃ الارشاد بغداد سے طبع ہو چکی ہے۔

۶- شرح التائیة الکبری (۷۵۶ اشعار): اس شرح کو بروکلمان نے علامہ طیبیؒ کی طرف منسوب کیا ہے۔ (دیکھیے، شرح الطیبی، مقدمۃ المحقق: ۲۷/۱، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز)

۷-شرح التبیان: علامہ سبکیؒ، حافظ ابن حجر اور دیگر کئی حضرات نے اس کا تذکرہ کیا ہے (دیکھیے، الدرر الکامنہ: ۹/۲، شذرات الذہب: ۳۷/۶، مفتاح السعادۃ: ۹۰/۲، بغیۃ الوعاۃ: ۵۲۲/۱، عروس الافراح للسبکی: ۳۱/۱)، لیکن عبدالستار حسین مبروک زموط نے کہا ہے کہ اس شرح کے کسی نسخے پر میں مطلع نہیں ہو سکا، سوائے ایک نسخے کے جو ''جامعۃ الدول العربیۃ'' کے ''معہد المخطوطات'' میں موجود ہے اور اس کے ناسخ نے اس کی نسبت علامہ طیبیؒ کی طرف کر دی ہے کہ یہ ان کی کتاب ''التبیان'' کی شرح ہے؛ لیکن جب میں نے ان کے شاگرد علی بن عیسی کی شرح ''حدائق البیان'' سے اس کا تقابل کیا تو ان دونوں کو بعینہ ایک ہی چیز پایا؛ اس لیے اس کی نسبت علامہ طیبیؒ کی طرف درست معلوم نہیں ہوتی، اس میں چونکہ علامہ طیبیؒ کی دوسری کتابوں کے حوالے دیے گئے ہیں شاید اس سے ناسخ یہ سمجھا کہ یہ علامہ طیبیؒ کی تالیف ہے اور اس کی نسبت ان کی طرف کر دی ہے۔ میرے خیال میں چونکہ علامہ طیبیؒ کو اپنے شاگرد کی شرح ''حدائق البیان'' سے گہرا ربط و تعلق تھا (جیسا کہ پیچھے گزرا ہے کہ انھوں نے یہ شرح ان کے حکم سے لکھی ہے) اس لیے اس کی نسبت ان کی طرف کر دی جاتی ہے۔ (دیکھیے، کتاب التبیان فی البیان للطیبی، مقدمۃ المحقق: ص۹، غیر مطبوع)

۸- کتاب التفسیر: اس کتاب کا تذکرہ بھی حافظ ابن حجر اور دیگر کئی حضرات نے کیا ہے۔

(دیکھیے، الدرر الکامنہ: ۹/۲، شذرات الذہب: ۶/ ۳۷، مفتاح السعادۃ: ۲/ ۹۰، بغیۃ الوعاۃ: ۱/ ۵۲۲)

۹- مقدمات فی علم الحساب: عمر رضا کحالہ نے ''معجم المؤلفین'' (۴/ ۵۳) اور استاذ قدری طوقان نے ''تراث العرب العلمی'' (ص: ۴۳۴) میں اس کو ذکر کیا ہے۔

۱۰- اسماء رجال المشکاۃ: بعض حضرات نے اگرچہ اس کتاب کی نسبت علامہ طیبیؒ کی طرف کی ہے؛ لیکن یہ علامہ طیبیؒ کے شاگرد صاحب مشکاۃ علامہ ولی الدین تبریزی کی تالیف ہے، جس کی ترتیب وتالیف میں علامہ طیبیؒ کی صرف معاونت ومشاورت رہی ہے؛ جیسا کہ صاحب مشکاۃ اس کے آخر میں اس وضاحت کی ہے۔

اس مضمون کی ترتیب کے دوران جن مطبوعہ کتابوں، طباعتی مکتبوں اور مخطوطات کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہماری معلومات کی حد تک ہے، ممکن ہے کہ ان کتابوں کے دیگر مخطوطات موجود ہوں اور ان میں سے بعض کتابیں دیگر مکتبوں سے بھی طبع ہو چکی ہوں گی۔ ہمیں جتنی معلومات میسر ہو سکتی تھیں ہم نے اپنی مقدور بھر کوشش کے ساتھ علامہ طیبیؒ اور ان کے علمی کارناموں خصوصاً ''مشکاۃ شریف'' کی شرح ''الکاشف عن حقائق السنن'' المعروف ''شرح طیبی'' کا تعارف کرا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی مساعی جمیلہ کو قبول ومنظور فرمائے اور ہمیں ان سے مستفید ہونے، ان کے نقش قدم پر چلنے اور دینِ اسلام پر صحیح صحیح عمل پیرا ہونے کی توفیق سے نوازے۔ آمین!

❁ ❁ ❁